

علامہ محمد اقبال

(۱۸۷۷ء - ۱۹۳۸ء)

ہمارے قومی اور ملی شاعر، مفکر اور نظریہ پاکستان کے خالق علامہ محمد اقبالؒ سیال کوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام شیخ نور محمد تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم سیال کوٹ سے حاصل کی۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے فلسفے میں ایم اے کیا۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے یورپ گئے اور وہاں سے بار ایٹ لا اور فلسفے میں ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کیں۔ وطن واپسی پر وکالت کا پیشہ اختیار کیا۔ ۱۹۳۰ء میں خطبہ الہ آباد میں مسلمانوں کے لیے ایک الگ ملک کا نظریہ پیش کیا۔ ۱۹۳۸ء میں انتقال ہوا اور لاہور میں بادشاہی مسجد کے قریب دفن ہوئے۔

علامہ اقبالؒ نے اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں پُر اثر اور پُر سوز شاعری کی۔ انھوں نے اپنی شاعری کا آغاز غزل گوئی سے کیا مگر بعد میں زیادہ تر توجہ نظم نگاری کی جانب مبذول کر دی۔ کیونکہ قوم تک اپنا پیغام پہنچانے کا یہ زیادہ موثر ذریعہ تھا۔ علامہ اقبال کا دائرہ فکر، مشاہدہ کائنات اور مطالعہ بہت وسیع تھا۔ آپ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے سچے عاشق تھے اور اس چاہت و عقیدت کا اظہار ان کے کلام میں دکھائی دیتا ہے۔

اقبال نے روایتی عشق و عاشقی کے موضوعات سے ہٹ کر اپنی شاعری میں زندگی، کائنات، خدا، ابلیس، عقل و خرد، تصوف، قومیت، مرد و مون، سیاست و مملکت اور خودی و بے خودی کا فلسفہ پیش کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ علامہ اقبالؒ جیسا عظیم شاعر اور فلسفی مدتوں بعد پیدا ہوتا ہے۔ ”بانگ درا“، ”بال جبریل“ اور ”ضرب کلیم“ ان کی اردو شاعری کی کتابیں ہیں۔ ”ارمغانِ حجاز“ میں بھی کچھ اردو نظمیں شامل ہیں جب کہ اس کا غالب حصہ فارسی میں ہے۔ فارسی کے دیگر شعری مجموعوں میں اسرارِ خودی، رموزِ بے خودی، پیامِ مشرق، زبورِ عجم، جاوید نامہ، پس چہ باید کرد اور ارمغانِ حجاز (فارسی حصہ) شامل ہیں۔



تدریسی مقاصد

- طلبہ کو علامہ محمد اقبالؒ کی شاعری میں بیان کردہ موضوعات خودی، عرفانِ ذات، نظریہٴ عشق اور حرکت و عمل جیسے فلسفیانہ موضوعات سے آگاہ کرنا
- طلبہ کو حریت و آزادی، خود اعتمادی اور مقصدِ حیات کی تعلیم دینا
- طلبہ میں تنقیدی اور تخلیقی سوچ پیدا کرنا تاکہ وہ علامہ محمد اقبالؒ کی شاعری پر نئے زاویوں سے غور و فکر کرنے کے قابل ہو سکیں
- طلبہ کو استعارہ اور ارکانِ استعارہ سے روشناس کرنا

کبھی اے نوجوانِ مسلم! تدبیر بھی کیا تُو نے
وہ کیا گروں تھا، تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں
گیل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سردار

حمدن آفریں، خلاقِ آئینِ جہاں داری
وہ صحرائے عرب یعنی، شتر بانوں کا گہوارا

سماں 'اَلْفَقْرُ وَفُزْرِ' کا رہا شانِ امارت میں
"بآبِ ورنگ و خال و خط چہ حاجتِ رُوئے زیبارا"^(۱)

گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے
کہ مُنعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا

غرض میں کیا کہوں تجھ سے کہ وہ صحرائِ نشیں کیا تھے
جہاں گدا و جہاں دار و جہاں بان و جہاں آرا

(۱) خوب صورت چہرے کو بناؤ سنگار کی کیا ضرورت! (حافظ شیرازی)

www.ilmkidunya.com

اگر چاہوں تو نقشہ کھینچ کر الفاظ میں رکھ دوں
مگر تیرے تخیل سے فزوں تر ہے وہ نظارا

تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ ٹو گفٹار، وہ کردار، ٹو ثابت، وہ سیارا

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ٹریا سے زمیں پر آسمان نے ہم کو دے مارا

حکومت کا تو کیا رونا کہ وہ اک عارضی شے تھی
نہیں دنیا کے آئینِ مسلم سے کوئی چارا

گو وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آبا کی
جو دیکھیں اُن کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے پھلدارا

”غنی! روزِ سیاہ پیر کنگال رہا تماشا گن
کہ نورِ دیدہ اش روشن گند چشم زلیخا را“ (۲)

(بانگ درا)

مشق

لظم ”خطاب بہ جوانانِ اسلام“ کے متن کی روشنی میں درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

1

i ”خطاب بہ جوانانِ اسلام“ کے کیا معنی ہیں؟

ii علامہ اقبال ؒ نے مسلمان نوجوان کو ”ٹوٹا ہوا تارا“ کیوں کہا ہے؟

iii مصلحت کے عرب میں کیسا انقلاب آیا تھا؟

iv علامہ اقبال ؒ نے مسلمانوں کے زوال کی کیا وجوہات بتائی ہیں؟

v فکرِ اقبال کی روشنی میں ”فقر“ کی دو خصوصیات لکھیں۔

(۲) اسے غنی! پیر کنگال (حضرت یعقوب علیہ السلام) کے سیاہ دن کا اندازہ اس بات سے کر کہ اُن کی آنکھوں کا نور (حضرت علیہ السلام) زلیخا کی آنکھوں کو روشن کر رہا تھا۔



www.ilmkidunya.com

2

درست جوابات کی نشان دہی کریں:

i

- نظم ”خطاب بہ جوانان اسلام“ میں فارسی شعر شامل ہے، اس شعر کے خالق ہیں:
- (الف) فردوسی (ب) منوچہری
(ج) حکیم سنائی (د) غنی کاشمیری

ii

مشہور بادشاہ ”دارا“ کا تعلق تھا:

- (الف) قدیم یونان سے (ب) قدیم ایران سے
(ج) قدیم روم سے (د) قدیم مصر سے

iii

اسلاف کی میراث گنوانے کی وجہ سے آسمان نے ہمیں دے مارا:

- (الف) مرغ سے زمین پر (ب) چاند سے زمین پر
(ج) غریب سے زمین پر (د) مشتری سے زمین پر

iv

”ثابت“ اور ”سیارا“ قواعد کی رو سے ہیں:

- (الف) مترادف الفاظ (ب) متضاد الفاظ
(ج) متلازم الفاظ (د) متشابہ الفاظ

v

منعم کو گدا کے ڈر سے یار نہ تھا:

- (الف) سامنا کرنے کا (ب) بولنے کا
(ج) بخشش کا (د) عطا کرنے کا

3

نظم ”خطاب بہ جوانان اسلام“ کے نکات پر غور کرتے ہوئے اپنے الفاظ میں خلاصہ تحریر کریں۔

4

”مسلمانوں کا عروج و زوال“ کے موضوع پر ایک مضمون قلم بند کریں اور زوال کی دلدل سے نکلنے کے لیے تجاویز بھی دیں۔

5

نظم کے مقطع میں دیے گئے فارسی شعر میں حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے کی طرف اشارہ ہے۔ اس شعر کی روشنی میں پورا واقعہ جامع انداز میں تحریر کریں۔

6

درج ذیل شعری تفریح اس پہلو سے کریں کہ یورپ کی سائنسی ترقی کا دار و مدار مسلمان علما کی کتابوں پر ہے:

مگر وہ علم کے موتی اپنے آبا کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیلا



کالم ”الف“ میں دیے گئے الفاظ کو کالم ”ب“ کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم ”ب“	کالم ”الف“
بخشش	گردوں
نظارا	صحرائے عرب
کتابیں اپنے آبائی	منعم
شیربان	تخیل
تارا	علم کے موتی

درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کریں:

گہوارا	صحرائیں	نظارہ	سجایا دلائی	آغوش	تدبر
--------	---------	-------	-------------	------	------

درج ذیل الفاظ پر اعراب لگا کر درست حلقہ واضح کریں:

میراث	غیور	ثریا	خلاق	منعم
-------	------	------	------	------

استعارہ

جب لفظ اپنے حقیقی معنوں کے بجائے مجازی معنوں میں استعمال ہو اور حقیقی اور مجازی معنوں میں تشبیہ کا تعلق ہو تو یہ استعارہ کہلاتا ہے۔ جیسے: پھول مہکا، شیر چنگھاڑا۔ یہاں یہ جان لینا ضروری ہے کہ استعارہ میں تشبیہ کی طرح مشبہ، مشبہ بہ اور حرف تشبیہ نہیں ہوتے۔ اوپر دی گئی مثالوں میں پھول کسی بھی خوب صورت اور خوب سیرت شخص کے لیے استعمال ہو سکتا ہے، اسی طرح شیر کسی بھی بہادر اور شجاع شخص کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ تشبیہ میں کسی ایک چیز کو دوسری چیز کی مانند تو ظاہر کرتے ہیں، لیکن استعارے میں وہ چیز ہی مستعار (ادھار) لے لی جاتی ہے، جس کی خوبی بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔ جیسے:

پلوں سے سیر نہ جائیں یہ موتی استعمال لو
دنیا کے پاس دیکھنے والی نظر

اس شعر میں ”موتی“ استعارہ ہے۔

استعارہ سے ان کی معنی بھی استعارہ یعنی اوصاف لیتا۔ استعارہ کے تین ارکان ہیں:

- کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے
رن ایک طرف، چرخ کہن کانپ رہا ہے

شیر----- مستعار منہ
حضرت عباس بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ----- مستعار لہ
بہادری----- وجہ جامع

نظم ”خطاب بہ جوانانِ اسلام“ کو درست ملاحظہ فرمائیے اور آج گھبراہٹ سے پڑھیں۔
 علامہ اقبالؒ کو جوانوں سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔ آپ کا یہ شعر نقل کریں جن میں جوانوں سے خطاب کیا گیا ہو۔

طلبہ کو فکر اقبال کی نمایاں خصوصیات کے بارے میں آگاہ کریں۔
 طلبہ کو بتائیں کہ اقبالؒ کو جو ان نسل کو کیا پیغام دینا چاہتے تھے۔
 نظم ”خطاب بہ جوانان اسلام“ کا فکری اور فنی جائزہ لیں۔
 طلبہ کو منظوم اور منثور اصناف ادب کا فرق سمجھائیں۔
 نظم کی تفہیم، مشقی سوالات اور سرگرمیوں کے لیے مناسب رہنمائی فراہم کریں۔
 نظم میں حافظ شیرازی کے مصرعے سے تفسیقین کی گئی ہے، اس مصرعے کی روشنی میں اقبالؒ کا فلسفہ فقر بیان کریں اور ایسی مثالیں
 فقر اور سلوک کے سلاسل سے دیں کہ ظاہری حسن و زیبائش کی حاجت نہ رہی ہو۔

”محب و رنگ و خال و خط چہ حاجت رُوئے زیہارا“